امن پرور فلاحی معاشرے کی اخلاقی بنیادیں

(ریاست مدینہ کی روشنی میں)

فرح ناز☆

علی اکبر الازہری☆☆

امن و سلامتی معاشرہ، افراد، اقوام اور ملکوں کی ترقی و کمال کے لیے انتہائی ضروری ہے اس لیے ہر شخص امن و آشتی اور سکون و سلامتی کا خواہاں ہے۔اسلام کا مقصود و مدعا بھی امن و سلامتی اور صلح و آتشی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسلام ہر حال میں قیام امن کی تاکید کرتا ہے۔کسی بھی معاشرے میں عدم تشدد، تعمیری سرگرمیوں اور مثبت بین الاقوامی یا بین الانسانی تعلقات کوامن سے مشروط کیا جاتا ہے۔اسلام کا مقصود بھی ایسا پر امن ماحول ہے جہاں معاشرے کے سب افراد کو سماجی، معاشی، مساوات اور سیاسی حقوق حاصل ہوں۔

بعثتِ نبوی سے قبل ابتر اخلاقی و معاشرتی صورت حال

حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت پوری دنیا کی مذہبی و اخلاقی، معاشرتی، سیاسی اور علمی حالت نہایت ابتر تھی۔کرہ ارضی مذہبی بے راہ روی، اخلاقی ابتری، سیاسی پستی، طبقاتی کشمکش، علمی و فکری تنزلی اور معاشرتی لا قانونیت کے آخری نقطے پر پہنچ چکا تھا۔انسانیت ظلم و ستم کی چکی میں پس رہی تھی الغرض معاشرہ میں ظلم کا ایک ایسا نظام رائج تھا جس کی وجہ سے انسانی زندگی بے حیثیت و بے وقعت ہو کر رہ گئی تھی۔

بعثت نبوی ﷺ کے وقت دنیا میں دو طاقتیں فارس اور روم تھیں۔(1) فارس میں بادشاہوں کے ظلم و ستم اور امراء کی عیاشیوں اور خود غرضیوں نے صداقت، اخلاص اور ہر قسم کی اخلاقی اقدار ختم کر دی تھیں۔ باپ کا بیٹی کو اور بھائی کا بہن کو زوجیت میں لینا وہاں عام تھا۔ بادشاہ، سلاطین، امراء اپنے اپنے دائرہ اختیار میں من پسند قوانین رائج کرتے تھے اور ان کے اپنے بنائے گئے اصولوں پر خود ان کے عامل ہونے کا سوال بھی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ یہ اصول پسے ہوئے کمزور طبقات کے لئے تھے۔(2)

عیسائی سلطنت روم کے حالات بھی نہایت برے تھے۔امراء اپنے ناجائز مصارف کا بار عوام پر

☆ پی ایچ ڈی سکالر، یونیورسٹی آف لاہور

☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ڈالتے تھے جس کے باعث وہ اپنی نہایت قلیل آمدنیوں سے بھی محروم کر دیئے جاتے تھے۔(3)

روم اور فارس کی طرح خطہ عرب میں بھی ہر سو ظلم و بربریت کا دور دورہ تھا۔ قبائلی عداوتیں اپنے عروج پر تھیں، اخلاق و مروت کا نام و نشان تک نہ تھا، انسانی حقوق اور تکریم کا تصور بھی نہ تھا۔ خواتین کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ معاشرے میں سچائی و رحم دلی اور علم کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ خاندانی تفاخر اور نسلی تعصب کو ترجیح دی جاتی تھی۔ بے حیائی اس قدر عام تھی کہ خانہ کعبہ کا طواف بھی عریاں حالت میں کیا جاتا تھا۔ یہ وہ دور تھا جب دیگر تمام ترقی یافتہ تہذیبیں جیسے مصری، یونانی، ایرانی اور ہندی تہذیبیں دم توڑ چکی تھیں۔ ایسے میں رب کائنات نے بنی نوع انسان پر احسان فرمایا اور اپنے حبیب مکرم نبی آخر الزماں ﷺ کو رحمۃ اللعالمین ﷺ بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کی بعثت کا مقصد ہی تکمیل اخلاق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کے اخلاق کو عظیم قرار دیا۔ (4) حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ آپ ﷺ کو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث فرمایا گیا۔(5)

فلاحی معاشرے کے لئے امن وامان کی ضرورت

سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی اکرم ﷺ تک جتنے بھی انبیاء کرام تشریف لائے۔ انہوں نے امن و امان کی بحالی ظلم و ناانصافی کا خاتمہ اور حقوق کی ادائیگی کو اہمیت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی تھی:

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِناً وَّارْزُقْ اَهْلَه، مِنَ الثَّمَرٰتِ (6)

"اے میرے رب! اسے امن والا شہر بنا دے اور اس کے باشندوں کو طرح طرح کے پھلوں سے نواز

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مسلمانوں کے لیے باعثِ رحمت وسلامتی بنا دیا ہے۔ خود اللہ رب العزت نے رحمت کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ (7)

لفظ اسلام میں خود صلح، امان اور سلامتی کا معنی پایا جاتا ہے۔ اسلام میں انسان کی ذاتی آزادی ساتھ ساتھ دوسروں کی آزادی کے احترام کا بھی سختی سے حکم ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده.(8)

"صحیح معنوں میں مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں"

معاشرتی امن اور باہمی تعاون کے جذبے کو پروان چڑھانے کے لئے اسلام نے لوگوں کو سلام کو پھیلانے کی ترغیب دی یہی عمل دخول جنت کاسبب بن سکتاہے۔جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے:

أفشوا السلام بينكم.(9) "اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ۔"

سلام ایک ایسادعائیہ کلمہ ہے۔جس میں ہرایک کے لئے امن و سلامتی کی خواہش اور آرزو شامل ہے۔

ریاستِ مدینہ کے پرامن معاشرے کی بنیادی خصوصیات

بعثتِ نبوی ﷺ دراصل دنیائے انسانیت کو تباہی اور بربادی سے بچاکر اعلیٰ اخلاقی اقدار سے نوازنے کاانوکھا اہتمام تھا۔ معاشرے کی سماجی اور مذہبی اقدار کو نئی جہت دینا دنیا کاسب سے مشکل کام ہے اور نبیٔ آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام نے اسی مشکل ترین کام کو اپنے اُسوۃ حسنہ کے ذریعے ممکن بنایا۔ صاف ظاہر ہے یہ معاشرتی اخلاقی انقلاب دوچار دنوں کی بات نہیں اس کے لئے آقائے نامدار ﷺ نے اپنی مبارک زندگی کے شب و روز کو قیامت تک کی انسانیت کے لئے بہترین نمونۂ عمل بنایااور اجڈ ترین عربوں سے اس کارخیر کاآغاز کیا۔ یہاں ایک وضاحت ازبس ضروری ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی بعثت مبارکہ کے بعد تو پیغمبرانہ بصیرت کے ساتھ مثالی اور فیض بخش تھی ہی مگر بعثت سے قبل بھی آپ کااخلاق و کرداراس بلند ترین سطح پر تھاجس کو چیلنج کرنابدترین دشمنانِ توحید کے لئے ممکن نہ ہو سکا۔ آپ نے اثباتِ توحید پر جو ناقابل تردید پہلی دلیل پیش کی وہ آپ کی اپنی سیرت اور کردار تھا۔ قرآن نے آپ ﷺ کی اس دلیل کوان کلمات میں پیش کیا:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ. (10)

چنانچہ اسی روشن اور انسانیت ساز کردار کی کرنیں بوبکر و عمر عثمان وحیدر نے جذب کیں اورانہی تربیت یافتہ اصحابِ رسول ﷺ نے بعدازاں ریاست مدینہ کے مثالی معاشرے کے قیام میں بنیادی کرداراداکیا۔

چنانچہ اسلامی تاریخ وسیَر اور تاریخِ عالم کے مطالعہ سے پتہ چلتاہے کہ دنیاکے تمام معاشروں سے

ممتاز و ممیز مثالی معاشرہ صرف عہدِ رسالت مآب ﷺ میں ریاستِ مدینہ کی صورت میں ہی وجود پذیر ہوا اور قیامت تک تمام زمانوں کے لیے مثال اور نمونہ قرار پایا۔ آپ ﷺ نے اصلاح معاشرہ کے لئے جو اخلاقی خدوخال وضع کئے اس کے چند نمونے آئندہ صفحات میں بیان کئے جائیں گے۔

1۔ریاست مدینہ کے ابتدائی خدوخال

قیام ریاست کی شروعات دراصل ہجرت سے قبل بیعتِ عقبہ اولیٰ سے ہوئیں اس موقع پر آپ ﷺ نے یثرب سے آئے ہوئے بارہ رکنی وفد سے جو تعلیمات ارشاد فرمائیں وہ صالح معاشرہ، امن وامان، پیار و وفا، خلوص وللہیت، جذبہ خیر سگالی، قومی یکجہتی اخوت و محبت، مساوات اور نیکی جیسے اہم امور کی طرف نوع انسانی کی رہنمائی کرتی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی وحدانیت پر ایمان لاؤ گے۔
۲۔ کبھی چوری نہیں کرو گے۔
۳۔ کبھی بدکاری نہیں کرو گے۔
۴۔ کبھی اپنی بیٹیوں کو زندہ در گور نہیں کرو گے۔
۵۔ کسی پر بہتان نہیں باندھو گے۔
۶۔ جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں اگر وہ اچھا ہے تو اس کی پیروی کرو گے۔(11)

ان ہدایات کے ذریعے حضور ﷺ نے یثرب کے وفد کی ذہن سازی فرمائی چنانچہ ہجرت مدینہ کے بعد آپ ﷺ نے جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا اس کے نکات بھی پر امن معاشرے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تمہارے اعمال کی اصلاح ہو سکے۔
۲۔ ہمیشہ ذہن نشین رکھو کہ تمہیں روز محشر اُس خدائے وحدہ لاشریک کے حضور اپنے اعمال پر جواب دہ ہونا ہے۔
۳۔ صدقہ و خیرات کی کثرت کرو۔
۴۔ اپنے رویہ اور باتوں میں ہمیشہ نرمی اور رحم دلی اختیار کرو اور اپنے دل کو سخت اور ظالم نہ ہونے دو۔
۵۔ نفرت کی بجائے ایک دوسرے سے محبت کیا کرو۔

۶- اپنے نفس، دل اور ذہن کے شر انگیز پہلو سے پناہ مانگیں۔

۷- قرآن حکیم سے رہنمائی حاصل کریں۔

۸- ہمیشہ اپنے وعدوں کی پاس داری کریں۔(12)

ان ابتدائی تعلیمات سے واضح ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ ایک ایسے پر امن وفلاحی معاشرے کے قیام کے داعی تھے جس کی بنیاد توحید ہو اور اس میں تمام تر انسانی حقوق کی پاسداری ممکن ہو۔

ان تعلیمات کا اثر تھا کہ ریاست مدینہ کا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن گیا۔ یہ معاشرہ ظلم و جبر سے پاک اور باہمی محبت پر مبنی تھا۔ مدنی معاشرے میں چوری، ڈکیتی ختم ہو گئی تھی، سفر محفوظ ہو گیا تھا، لوگوں نے شراب، جوئے اور بے شرمی اور بے حیائی کے کاموں سے توبہ کر لی تھی۔ بقول معروف مورخ ثروت صولت:

وہ عرب جو ذرا ذرا سی بات پر انسان کو قتل کر دیتے تھے وہ اب انسان کی جان کا احترام کرنے لگے۔ جھوٹ، غیبت، دغا، فریب اور وعدہ خلافی کی جگہ صداقت، وفاداری اور اخلاق نے لے لی۔ تجارت اور کاروبار سے سودی لین دین ختم ہو گیا۔ وہ مزید لکھتے ہیں اسلام کی یہ تعلیمات جن کو مدینہ میں عملی شکل دی گئی وقتی نہیں ہیں ان کی حیثیت دائمی ہے۔ ان سے ہر زمانے اور ہر دور میں رہنمائی لی جاسکتی ہے۔(13)

2۔ معاشرتی امن کے لئے اُٹھائے گئے خصوصی اقداماتِ نبوی ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد درج ذیل خصوصی اقدامات کو تمام امور پر ترجیح دی۔

۱- ہجرت کے فوراً بعد آپ نے اسلامی تعلیم و تربیت کے لئے مسجد کی تعمیر سے ترجیحی اقدامات کا آغاز فرمایا۔ اولاً مسجدِ قبا اور ثانیاً مسجد نبوی تعمیر فرمائی تاکہ اسلامی تعلیمات کو عقیدے اور عمل میں ڈھالنے کا اہتمام کیا جائے۔

۲- آپ ﷺ نے اہل مدینہ سے فرمایا: باہمی محبت و یگانگت کو فروغ دو اور اپنے قول و فعل اور رویے میں نرمی اور رحم دلی پیدا کرو۔(14)

۳- آپ ﷺ نے مواخات مدینہ کے ذریعے محبت، اخوت اور امن کی بنیاد پر سماجی استحکام کو فروغ دیا۔(15)

۴- مواخات مدینہ کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ کے یہود اور دوسرے غیر مسلم قبائل کے ساتھ سیاسی معاہدۂ کے ذریعہ ریاست مدینہ کو آئین دیا جو دنیا کا پہلا تحریری دستور ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی، سماجی معاشرتی اخلاقی روحانی، معاشی مذہبی، تہذیبی تمدنی اور دیگر فلاحی شعبوں پر محیط ہے۔(16)

3۔ریاستِ مدینہ کے امن پرور معاشرے کی قرآنی اساس

ریاستِ مدینہ میں امن پرور معاشرے کا قیام اس لئے بھی ممکن ہوا کہ افراد معاشرہ کو قرآن مجید نے ان تمام امور کی انجام دہی کا حکم دیا ہے جس میں انسانیت کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی پوشیدہ ہے۔ حقوق العباد سے لے کر حقوق اللہ تک ہر سطح پر قرآن حکیم نے صراحت کے ساتھ قدم قدم پر راہنمائی فرمائی۔ اللہ کا ارشاد ہے : عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر انہی حقوق کی طرح ہیں جو ان پر مردوں کے ہیں۔(17) علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ عورتوں کے حقوق مردوں پر وجوب اور مطالبہ کے استحقاق میں انہی حقوق کی طرح ہیں جو ان پر مردوں کے ہیں۔(18)

* مخلوق خدا سے حسنِ سلوک کی بنیاد یہ ہے کہ سب ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں اور ایک ہی انسان کی اولاد ہیں۔(19)اور پھر انسانی معاشرے کو پرامن رکھنے کے لئے صلہ رحمی کی تاکید فرمائی کہ اللہ تعالی سے ڈرنے والے اور اس کی بارگاہ میں عقل مندوہ لوگ ہیں جو تمام حقوق یعنی حقوق اللہ، حقوق الرسول، حقوق العباد اور اپنے حقوقِ قرابت کو جوڑے رکھتے ہیں۔(20)
* قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالی نے بنی اسرائیل سے لئے گئے عہد کے بارے ارشاد فرمایا: اور (یاد کرو) جب ہم نے اولادِ یعقوب سے پختہ وعدہ لیا کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھی (بھلائی کرنا) اور عام لوگوں سے (بھی نرمی اور خوش خُلقی کے ساتھ) نیکی کی بات کہنا اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا۔(21)
* مذکورہ آیت میں خوش خلقی کو نماز اور زکوۃ جیسی عبادت سے بھی پہلے بیان کیا۔ پھر سورہ نساء میں قرابت داروں سے حسن سلوک کا حکم فرمایا اور اس پر عمل نہ کرنے والے کو متکبر اور مغرور قرار دے کر اسے ناپسند فرمایا۔ (22)

* قرآن کریم نے حضرت لقمان کی اس نصیحت کو بھی نقل کیا ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو سماج و معاشرہ میں بہتر اسلامی زندگی گزارنے کی اپنے اندر اہلیت پیدا کرنے کے لئے دی تھی۔ بفحوائے آیات کریمہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نماز قائم کرنے، نیکی کا حکم دینے، برائی سے منع کرنے، تکالیف پر صبر، غرور اور تکبر سے اجتناب اور میانہ روی اختیار کرنے کی نصیحت کی تھی۔(23)
* اقول و افعال میں عدل و انصاف کی رعایت کرنے اور دوہرے معیاروں سے چھٹکارا پانے کا حکم دیا گیا۔(24)
* اخلاق فاضلہ یہ ہے کہ کسی کی شکل و صورت، ذہانت و فطانت، حسب و نسب اور مال و دولت پر حسد نہ کرو۔ ان جیسا بننے کی حسرت میں اپنی زندگی تلخ نہ کرو۔ یاد رکھو کہ عزت و شرف کا حقیقی معیار اور قربِ الٰہی کا صحیح راستہ صرف ذاتی جدوجہد براستہ تقویٰ میں مضمر ہے۔(25)
* حقوق العباد کی ادائیگی میں احسان و انفاق کا حکم دیا گیا ہے اور بخل، تکبر اور ریاء کی نفی کی گئی ہے۔(26)
* تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں متحارب گروہوں میں صلح کروا دو، زیادتی کرنے والا فریق اگر باز نہ آئے تو اس سے مقابلہ کرو یہاں تک کہ وہ عدل و انصاف کے فیصلے کی طرف رجوع کرنے کو تیار ہو جائے۔(27)
* اسلام کا منشا یہ نہیں ہے کہ اہل ایمان ہر ایک کو اپنا دشمن بنا لیں۔ عملی طور پر دین حق کی مخالفت کرنے والوں کے علاوہ ہر ایک سے دین اسلام دوستی، موالات اور صلہ رحمی کا پیغام دیتا ہے۔(28)
* انسان کی قبیلوں اور قوموں میں تقسیم محض امتیاز و شناخت کے لئے ہے اصل معیار عزت و شرف صرف اخلاق اور تقویٰ ہے۔(29)
* کوئی اذیت دے تو غصے میں مشتعل نہ ہو جاؤ بلکہ دل سے معاف کر دو، احسان کا سلوک کرو اور انتقام نہ لو۔(30)

بے شک ریاست مدینہ کے امن پرور معاشرے کے لوگ ان الوہی تعلیمات پر من و عن عمل پیرا تھے جس کی بدولت وہ معاشرہ گل وگلزار بنااور رہتی دنیا تک لوگوں کے لئے نمونہ قرار پایا۔

4۔مواخات: فلاحی معاشرے کے قیام کی اہم ترین بنیاد

اخوت اسلامی معاشرے کا بنیادی جوہر ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ. (31)"بات یہی ہے کہ (سب) اہلِ ایمان (آپس میں) بھائی ہیں۔"

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه. (32)

"تم میں کوئی مومن نہ ہو گا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔" ایک اور جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الخلق كلهم عيال االله فأحب الخلق إلى االله أنفعهم لعياله. (33)

"ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اس کے کنبے کے لیے زیادہ نفع بخش ہو۔"ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

الناس سواسية كأسنان المشط لا فضل لعربي على عجمي إنما الفضل بالتقوى. (34)

"لوگ آپ میں کنگھی کے دانوں کی مانند برابر ہیں کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے مگر تقویٰ کی بنیاد پر۔"

آپ ﷺ نے یہ اس معاشرہ کے لئے سب سے پہلے مہاجرین اور انصار کے درمیان ایک عقد مواخاۃ استوار فرمایا۔(35)

انصار مدینہ نے قربانی، ایثار اور بھائی چارے کی جو مثال پیش کی پوری انسانی تاریخ میں کسی انسانی گروہ میں اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ سنن دارمی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ایک شخص یعنی میں انصار مدینہ کا ایک فرد ہونا پسند کرتا۔(36)

ارشاد نبوی کی تعمیل میں مہاجرین وانصار برضا ورغبت ایک دوسرے کے بھائی بن گئے اور حقیقی

بھائیوں سے بھی بڑھ کر تعلقات استوار کیے۔

مواخات مدینہ فلاحی معاشرے کے قیام کی وہ منفرد بنیاد ہے جس نے تاریخ میں پہلی بار واضح کیا کہ انسانوں کے باہمی تعلق و ہم آہنگی اور وابستگی و اتحاد کی حقیقی بنیاد وطن، خون، رنگ و نسل، خاندان، زبان وغیرہ نہیں بلکہ صرف دین و ایمان ہے۔ اس کے ذریعے نبی کریم ﷺ نے اجنبی انسانوں کو باہم شیر و شکر بنایا اور یوں ایک پرامن معاشرہ قائم ہوا۔(37)

سربراہ ریاست مدینہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بہتر اقدامات کی بدولت وہ مدنی معاشرہ جہاں پہلے امن وامان عنقا تھا، جہاں برسہا برس سے انارکی تھی امن و چین کا دور دورہ تھا۔ پوری ریاست مدینہ میں کسی قسم کی قتل و غارت گری تو درکنار ہر قسم کا لڑائی جھگڑا، دنگا فساد ممنوع ٹھرا اور انسان، حیوان، جانور جاندار، چرند پرند بلکہ گھاس پھوس تک معزز و محترم ٹھہرے۔ حضور ﷺ کی تعلیمات اور ریاست مدینہ کے انتظامات اس بات کی ضمانت تھے کہ ریاست کے باشندوں کے پورے حقوق کی پاسداری اور فرائض کی بجاآوری مکمل طور پر کی جائے گی تاکہ معاشرے میں امن وسکون برقرار رہے۔

5۔ میثاقِ مدینہ: معاشرتی امن کی طرف اہم قدم

حضور نبی اکرم ﷺ نے امن و سلامتی پر مبنی معاشرے کے قیام کے لئے جو ٹھوس اقدامات فرمائے میثاق مدینہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد میثاق مدینہ کے ذریعے مسلمانوں، یہودیوں اور مشرکوں پر مشتمل ایک ایسے سیاسی نظام کی بنیاد ڈالی جو بعد میں باقاعدہ ریاست مدینہ کی صورت میں ایک خود مختار ریاست کی بنیاد بنا۔(38)

اس معاہدہ میں یہ بھی واضح کیا گیا تھا کہ عقیدہ و اظہار رائے کی آزادی ہر قوم و مذہب کو حاصل ہوگی۔ جبکہ حکومت کی مدافعت کے لئے مالی تعاون کرنا سب کی ذمہ داری ہوگی۔ جہاں تک مالی استحکام کی بات ہے تو اس کا حق و اختیار تمام انسانی جماعتوں کو بلا تفریق مذہب و ملت دیا جائے گا۔(39)

میثاق مدینہ میں شامل انسداد ظلم ستم سے متعلق دفعات کی رو سے مظلوم کی مدد کرنا ضروری اور حفاظت وسلامتی ہر باشندہ کا حق قرار پائی تھی۔(40)

6۔ باہمی محبت واخوت کا ماحول

لوگوں کے آپس میں انس و محبت کا تعلق، بھائی کا بھائی سے تعلق، رشتہ داروں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کسی بھی پر امن معاشرے کے بنیادی اخلاقی قدر ہے۔ ریاست مدینہ میں محبت، رحم اور باہمی تعاون ہی وہ بنیادیں ہیں جن کی بدولت امن پرور معاشرے کا قیام عمل میں آیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا أهل الأرض يرحمكم من في السماء. (41)

”رحم کرنے والوں پر رحمن بھی رحم فرماتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان میں ہے۔“

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ ارشاد فرمایا:

واالله لا يؤمن واالله لا يؤمن واالله لا يؤمن قيل ومن يا رسول االله قال الذى لا يأمن جاره بوائقه. (42)

"خدا کی قسم وہ ایمان والا نہیں، خدا کی قسم وہ ایمان والا نہیں، خدا کی قسم وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! کون؟ فرمایا کہ جس کا ہمسایہ اس کی ایذا رسانی سے بے خوف نہیں۔"

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

المؤمن من أمنه الناس على أموالهم وأنفسهم. (43)

"حقیقی مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان و مال کے سلسلے میں مامون ہیں۔"

ریاست مدینہ کے والی حضور سید العالمین نے محبت و مودت کی بنیاد پر ایک ایسا خاندانی نظام قائم کیا ہے۔ جس کے اندر ہر شخص پر سکون ہوا، ہر فرد دوسرے سے مامون و محفوظ رہا۔ باہمی چپقلش اور نزاع کا کوئی شائبہ تک نہیں رہا۔ ایک دوسرے کے درمیان حقوق کا ایسا بے مثال توازن قائم ہوا کہ نہ بڑا چھوٹے پر ظلم کرتا اور نہ چھوٹا نمرود و سرکشی اختیار کرتا۔

الغرض اسلامی معاشرے کے ہر فرد کو ایسی باعزت زندگی گزارنے کا حق ملا جس

میں سب کے لئے مناسب لباس، غذا اور مکان کا بندوبست ہو اور معاشرے میں ہر کوئی معزز ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّه، وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ. (44)

"اور قرابت داروں کو ان کا حق ادا کرو اور محتاجوں اور مسافروں کو بھی (دو)۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما آمن بي من بات شبعانا وجاره جائع إلى جنبه وهو يعلم به۔(45)

"جو شخص شکم سیر ہو کر رات گزارے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔اور وہ اس سے باخبر ہو تو وہ مومن نہیں۔"

باہمی اخوت و محبت پر امن معاشرے کی بنیاد ہے۔ اسلام مثبت بنیادوں پر معاشروں کے درمیان نظام امن قائم کرنا چاہتا ہے اور وہ صرف جنگ کے اسباب کا قلع قمع نہیں کر سکتا بلکہ معاشرے کے افراد کے درمیان امن و آشتی اور اخلاص و محبت کا بیج بوتا ہے۔ یہاں تک کہ معاشرے کا ہر فرد امن کی لذت سے شاد کام ہوتا ہے۔(46)

7۔ قانون کی بالادستی

اسلام عدل و انصاف کی ترویج کو لوگوں کے عقائد اور اخلاق سے بھی مربوط قرار دیتا ہے۔عدل برابری اور غیر جانبداری کے ساتھ انصاف کرنا ہے۔کسی بھی اجتماعیت کو باقی رکھنے کیلئے عدل سنگِ بنیاد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ.(47)

ترجمہ: بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا:

"اے حاکمو! تمہارے اوپر رعایا کے بہت سے حقوق ہیں، ان میں اولین حق عدل کے مطابق فیصلہ کرنا اور مساوات قائم کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کو امام عادل کا مبنی بر انصاف فیصلہ سب سے زیادہ محبوب ہے۔" (48)

عدل و انصاف امن پرور معاشرے کی بنیاد ہے۔قرآن مجید میں سورۃ الانعام، ۱۵۲، الاعراف، ۲۹ اور النحل کی آیت نمبر ۹۰ میں اسی بات کی تاکید ہے کہ عدل و انصاف کا دامن کسی صورت نہ چھوڑا

جائے۔ خواہ اس کی زد عزیز و اقارب پر ہی کیوں نہ پڑے۔ اسلام ہر حال میں عدل و انصاف پر قائم رہنے کا حکم دیتا ہے۔ وہ کسی بھی قسم کی ناانصافی، حق تلفی اور ظلم و ستم کا روادار نہیں۔(49)

ریاستِ مدینہ کی بنیاد چونکہ نظریاتی تھی جہاں رنگ و نسل اور وطن و قومیت کی تفریق کے بغیر ہر کسی کو انسانی اخوت کی بنا پر مساوی حقوق حاصل تھے۔ ریاست مدینہ میں قانون کو برتری حاصل تھی اور عدالت میں امیر و غریب، طاقت ور اور کمزور سب برابر تھے۔ بڑے سے بڑا آدمی قانون کی گرفت سے نہیں بچ سکتا تھا۔ ظلم اور ناانصافی پر مبنی کوئی بھی قانون کبھی اسلامی ہو ہی نہیں سکتا چاہے کوئی بھی دلیل ہو۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے گی تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے۔"(50)

حضرت عمر بن عبد العزیز نے حضرت کعب القرظی سے سوال کیا کہ عدل کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایک عظیم شے ہے۔ عدل یہ ہے کہ تم چھوٹوں کے حق میں باپ اور بڑوں کے حق میں بیٹا اور ہم سروں کے حق میں بھائی بن جاؤ اور لوگوں کی ان کی غلطیوں کے بقدر گرفت کرو۔ (51)

8۔ معاشی مساوات کا اُصول

ریاست مدینہ کے انسانیت نواز اصول و ضوابط میں ایک اصول یہ تھا کہ سب لوگوں کو معاشی ترقی کے مواقع میسر تھے۔ تجارت ہو یا زراعت مہاجرین و انصار صحابہ کرام اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق محنت کرتے تھے۔ سورہ جمعہ کی آیت نمبر ٦٢ اور سورہ ملک کی آیت نمبر ١٥ سے پتہ چلتا ہے کہ ریاست مدینہ میں بلاتفریق و تخصیص تجارت و حرفت اور معاش و رزق کے مواقع سب کو یکساں حاصل تھے۔ اسی سے ائمہ تفسیر نے ہر جگہ کسب معاش اور تجارت و سوداگری کی خاطر سفر کرنے کو کہا ہے۔(52) عصر حاضر میں معاشی ترقی کا بڑا انحصار سودی لین دین پر مبنی ہے۔ جبکہ اسلام اخلاق کے اعلیٰ اصولوں، صدق شعاری، امانت و دیانت پاس داری عہد، اشیاء کی معیاری ضمانت اور عدم استحصال کو معاشی پالیسی کے ستون قرار دیتا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے سودی لین دین کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔(53)

حضور نبی اکرم ﷺ خود بازاروں میں خرید و فروخت کے معیار کو چیک کرتے تھے۔ مشہور واقعہ ہے کہ آپ نے ایک غلہ کے ڈھیر کو چیک کرنے کے بعد دھوکہ دہی سے منع فرمایا کہ ملاوٹ کرنے

والے کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔(54) معاشی عدل بھی پر امن معاشرے کے لئے ضروری امر ہے۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں دولت کو جس طرح منصفانہ طریقے سے تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔(55)

9۔انسانی جان کا احترام

قرآنی ارشاد ''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ'' کے تحت احترام انسانیت اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے۔ معاشرے کے استحکام اور بقااور امن وامان کی ضمانت کے لئے انسانی جان کا احترام لازمی شرط ہے۔اس لئے (ریاستِ مدینہ میں یہ ضابطہ) طے کردیا گیا کہ کوئی شخص نہ اپنی جان لینے کا حق رکھتا ہے اور نہ دوسرے کی جان۔(56) اسی لئے اسلام نے ظلماً شخص کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا ہے۔(57)آپ ﷺ نے لہو ولعب کی غرض سے جانوروں کے قتل کو بھی حرا م قرار دیا۔ حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مطابق بے فائدہ قتل کی جانے والی چڑیا بھی روز قیامت بارگاہ الٰہی میں بلند آواز سے شکایت کرے گی۔(58)

10۔مذہبی رواداری کافروغ

اسلام کی نظر میں اعلیٰ انسانی اخلاقی اقدار کا حامل معاشرہ ہی گہوارہ امن و انصاف ہوتا ہے جس میں ہر فرد کو بلا تفریق مذہب و مسلک اور نسل و قوم کے اپنے اپنے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے۔اس معاشرہ کے ہر فرد کو شخصی آزادی، نقل و حمل کی آزادی، آزادی اظہار رائے، عقیدہ کی آزادی، تعلیم و تربیت کے یکسان مواقع اور سماجی ہم آہنگی میسر آتی ہے اور ہر انسان ایک دوسرے کی نظر میں مکرم و معزز بن جاتا ہے۔

اسلام دوسروں کے مذہبی عقائد اور رسومات کے احترام کا اعلان کرتا ہے۔ریاست مدینہ کی اسلامی حکومت میں ہر مذہب سے تعلق رکھنے والوں کو ضمیر اور عبادت کی آزادی حاصل تھی۔ پر امن معاشرتی زندگی کے لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان امن کا داعی بنے۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی کو زبردستی اسلام میں داخل کیا جائے۔ ارشاد باری

تعالیٰ ہے:

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ. (59) دین میں کوئی زبردستی نہیں۔

اسلامی نظام فکر دوسرے مذاہب کو نہ صرف مکمل آزادی دیتا ہے، بلکہ اجتماعی و سیاسی حدود میں ان کی حفاظت کرتا ہے۔بقول ڈاکٹر ساجد الرحمان:

"اسلام انسانیت کو رواداری کی بنیاد پر متحد کرنے کے لئے قوی ترین محاصل ہے۔ اسلام خلاف عقل عداوتوں کو ختم کرنا چاہتا ہے اور عالمگیر خیر سگالی اور باہمی محبت فروغ دینا چاہتا ہے۔اسلام امن کی ایک سرمدی دعوت ہے۔اسلام غیر مسلم اقوام کے ساتھ رواداری کے درجہ سے آگے بڑھ کر ذمہ داری کا فریضہ عائد کرتا ہے۔"(60)اسی طرح قرآن مجید نے مسلمان مردوں کے لئے یہود و نصاری کی عورتوں سے نکاح کو جائز قرار دیا ہے۔(61)

ظاہر بات ہے کہ ایسی شادی تبھی کامیاب ہو سکتی ہے۔جب مسلمان مرد اور یہودی یا مسیحی عورت میں محبت کا تعلق استوار ہو۔اسی طرح قرآن مجید یہودیوں اور مسیحیوں کے بعام کو بھی مسلمانوں کے لئے جائز قرار دیتا ہے۔(62)اپنے دفاع کے لئے حملہ آور کو روکنے کی اجازت ہے۔(63)معافی، صبر، برداشت اور رواداری کی تعلیمات بھی امن کے نمایاں اسباب ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ساری زندگی رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات خاص کے لئے کسی شخص سے بدلہ نہیں لیا۔(64)یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدتمیزی کی تو حضرت عائشہ j نے انہیں برا بھلا کہا۔رسول اللہ ﷺ نے منع کیا اور کہا "اے عائشہ اللہ تعالیٰ نرمی کرتا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔"(65)یہی نہیں بلکہ بتوں کو گالیاں دینے سے اسلام نے منع کیا ہے۔(66)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ مشرکین کے لئے بد دعا فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ لعنت کروں لوگوں پر بلکہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ لوگوں پر رحمت کروں۔(67)

پرامن معاشرے کے قیام کے لئے آج بھی آسمانی مذاہب کی مشترکہ مذہبی و دینی اقدار اور نظریات کی بنیاد پر نوع انسان کی بقا کے لئے پیش آنے والے ممکنہ خطرات کے خلاف

مشترکہ جدوجہد اور حکمت عملی اپنائی جاسکتی ہے تاکہ باہمی روابط کی مضبوطی کے لئے ایسے اہداف پر جن کے مطابق عداوت کی بجائے مفاہمت، امتیاز و تفریق کی بجائے مساوات، لاتعلقی کی بجائے باہمی تعلقات اور محاذ آرائی کی بجائے تعاون کا فروغ یقینی بنایا جاسکے۔ مختلف معاشروں کے مابین تعلقات کا فروغ اسی صورت میں ممکن ہے جب امن معاشرتی ارتباط کے لئے لازمی جزو قرار پائے۔ہر معاشرہ امن کی ضرورت کو محسوس کرے اور اپنی معاشرتی زندگی میں اس کو لاگو کرے۔

11۔غیر مسلم ریاستوں سے پر امن تعلقات

اسلامی تعلیمات کے مطابق اگر اسلامی ریاست کی سرحدیں محفوظ ہیں تو ایسی صورت میں اسلامی ریاست غیر مسلم ریاست سے نہ صرف پر امن تعلقات استوار کرنے کی پابند ہے بلکہ ان سے بھلائی اور عدل و انصاف کا سلوک روا رکھنا بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (68)

"اللہ تمھیں اس بات سے منع نہیں فرماتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین (کے بارے) میں جنگ نہیں کی اور نہ تمھیں تمہارے گھروں سے (یعنی وطن سے) نکالا ہے کہ تم ان سے بھلائی کا سلوک کرو اور اُن سے عدل و انصاف کا برتاؤ کرو بے شک اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے"

اسی طرح قرآن حکیم میں مسلمانوں سے برسرِ پیکار کفار و مشرکین کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ اگر وہ جنگ سے باز آجائیں اور صلح کی طرف مائل ہو جائیں تو مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کے ساتھ صلح کر لیں اور امن کو فروغ دیں۔(69)

اسلامی ریاست کا کفار و مشرکین کے ساتھ صلح و معاہدات سے یہ نکتہ اخذ ہوتا ہے کہ علت قتال محاربہ و جارحیت ہے۔اگر علتِ قتال محاربہ و جارحیت کی بجائے کفر و شرک ہوتا، تو پھر ان کے ساتھ صلح و آشتی اور معاہدات امن کی پیشکش قبول نہ کی جاتی

اور ان کے ساتھ ہر حالت میں جنگ جاری رکھی جاتی۔

معاہدۂ حلف الفصول جو کمزوروں کی امداد، حاجت مندں کی حاجت روائی، ستم رسیدوں کی داد رسی، مصیبت زدوں کی دلجوئی اور مظلوموں کی ضمانت کی لیے دورِ جاہلیت میں حضور نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں طے پایا تھا۔جس کی اہمیت و افادیت اور قدر و منزلت سے دنیائے انسانیت کو واقف کراتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”میں عبد اللہ بن جدعان کی رہائش گاہ پر ایک ایسے معاہدہ (حلف الفصول) میں شریک تھا جس کے بدلے میں مجھے سرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور جس کے لیے اس دورِ اسلام میں بھی اگر مجھے آواز دی گئی تو میں ضرور لبیک کہوں گا۔“(70)

اسلام ہر حال میں معاشرتی امن و سلامتی چاہتا ہے اور معاشرے میں کسی بھی طرح کی منافرت و عداوت کو برداشت نہیں کرتا جبکہ اسلامی تعلیمات کے بغیر انسانی معاشرہ میں امن و سلامتی کا قیام ناممکن ہے۔

خلاصہ بحث

امن وامان روئے زمین پر انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔امن نہیں ہے تو نہ عالم انسانیت کے ارتقاء کا عمل جاری رہ سکتا ہے اور نہ معاشرتی زندگی کی بقا۔ہر انسانی تحقیق اور ترقی کا وجود امن و سلامتی اور سکون سے ہے اگر سکون ہی میسر نہیں ہے تو فکری اور عملی ترقی کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ پر امن معاشرہ کے قیام میں اعلی اخلاقی اقدار و اوصاف کا نمایاں کردار ہوتا ہے۔اسلام کے معاشرتی اور سماجی و سیاسی نظام کی بنیاد اعلی اخلاقی اقدار و اوصاف ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دنیا کو مساوات،عدل وانصاف، قومی یکجہتی، تہذیب وتمدن،اخلاق حسنہ معاشی،سیاسی،معاشرتی،آزادی،سخاوت اور تحمل ورواداری جیسے اخلاقی اقدار کا درس دیا۔جس کی بدولت معاشرے میں مساوات بھائی چارگی اور انسانی تکریم کو فروغ ملا۔آپ ﷺ نے مساوات،اخوت وبھائی چارے،معاشرتی وسماجی انصاف کا درس دیا اسی طرح آپ ﷺ نے انسانوں کوآزادی رائے کا تصور دیا۔

رسول اکرم ﷺ بلاشبہ محسن انسانیت ہیں۔آپ ﷺ نے تاریخ انسانی کے تاریک ترین

ودر میں اخلاقی انقلاب بپا کیا اور زریں اخلاقی اصول دیئے۔ آج بھی دنیا کی اخلاقی تباہی کا عموماً وہی علاج ہے جو آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے رسول اکرم ﷺ نے پیش کیا تھا اور جس کے ذریعے ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں اُجڈ قوم کو ایک ایک ایسے مقام پر پہنچا دیا گیا کہ ۳۰ سال کے قلیل عرصہ میں وہ دنیا کی سب سے بڑی قوت بن گئی۔ ہادی اعظم، محسن انسانیت ﷺ نے بہتر حکمت عملی کے نتیجے میں ظلم و تشدد اور وحشت و بربریت اور سفاکی و خونریزی سے لبریز جاہلی معاشرہ حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کی بہ دولت امن و سلامتی والا بنا۔

حوالہ جات:

---

(1) الجزري، أبو الحسن ،معز الدين ابن الأثير (المتوفى: 630ھ)، الكامل في التاريخ، ج۱، ص۳۵۵، 368، دار الكتاب العربي، بيروت – لبنان، 1417 ھ / 1997م

(2) نقوش رسول نمبر ج۳، ص 35، شمارہ۱۳۰، جنوری ۱۹۸۳

(3) ایضاً ص ۱۰

(4) القلم، ۶۸: ۴.

(5) احمد بن حنبل، أبو عبد اللہ شیبانی (م ھ)۔ المسند۔ ج ، ص ، بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی للطباعۃ والنشر، ۱۳۹۸ھ/۱۹۸۷ء.

(6) البقرة، ۲: ۱۲۶.

(7) الانعام، ۶: ۵۴

(8) بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۷۹، الرقم: ۶۱۱۹.

(9) مسلم، الصحیح، باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون، ج۱، ص۷۳، رقم: (54).

(10) یونس، ۱۰: ۱۶.

(11) ابن عساکر، علی بن حسن دمشقی، م۵۷۱ھ، مدینۃ دمشق، ج۲۶، ص۱۸۵۔۱۸۶۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۵ء.

(12) ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک حمیری ،م۲۱۳ھ، السیرۃ النبویۃ، ج۳، ص۳۰۔ بیروت، لبنان: دار

الجیل، ۱۴۱۱ھ.

(13) ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، ص ۸۶، ۸۵.

(14) ابن قیم، محمد ابو بکر زرعی،م۱۰۷ھ، زاد المعاد، ج۱، ص373۔ کویت: مکتبۃ المنار الاسلامیہ، ۱۹۸۶ء۔

(15) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج۳، ص6۳۔

(16) ایضاً۔

(17) البقرہ، ۲: 228۔

(18) بیضاوی،انوار التنزیل، ۱/141، مطبوعہ دارالاحیاء، بیروت۔

(19) النساء، ۴: ۱،35-36

(20) الرعد، ۱۳: ۲۱.

(21) البقرہ، ۲: ۸۳

(22) النساء، ۴: ۳۶

(23) لقمان، ۳۱، ۱۷۔۱۹

(24) ۱۔بنی اسرائیل، ۱۷:، ۳۵۲۔الحجرات، ۴۹: ۹۔۱۰

(25) النساء، ۴: ۳۲۔

(26) النساء، ۴: ۳۷-۳۸۔

(27) ۱۔الحجرات ، ۴۹: ۹۔۱۰۔۲۔النساء، ۴: ۳۵۔۱۲۸۔

(28) الصف، ۶۰: ۷ تا ۹۔

(29) الحجرات، ۴۹: ۱۳۔

(30) ۱۔فصلت،۴۱: ۳۸ تا ۳۶۔۲۔ال عمران، ۳: ۱۳۴۔۱۵۹۔

(31) الحجرات، ۴۹: ۱۰

(32) بخاری، الصحیح، کتاب الایمان، باب من الإیمان أن یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ، ۱: ۱۴، الرقم:۱۳

(33) طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۸۶، الرقم: ۱۰۰۳۳

(34) سرخسی، محمد بن احمد (م ۴۹۰ھ)۔المبسوط، ج۵، ص۲۳۔دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان، دارالمعرفۃ

۱۹۷۳ء۔

(35) بخاری، الصحیح، کتاب فضائل الصحابۃ، باب إخاء النبيﷺ بین المھاجرین والأنصار، ج۳، ص۱۳۷۸، رقم: ۳۵۶۹.

(36) دارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن،م۲۵۵ھ،السنن۔بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ.

(37) ثروت صولت، ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، حصہ اول، ص ۵۲.

(38) ایضاً، ص ۵۳.

(39) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج ۲، ص: ۱۰۸، بیروت، دار الفکر، ۲۰۰۴ء.

(40) سیرت ابن ہشام، ج دوم ص106-108.

(41) ابو داود، السنن، باب فی النھی عن اللعب بالنرد، : ۲۸۵، الرقم: ۴۹۴۱

(42) بخاری، الصحیح، کتاب الأدب، باب إثم من لا یأمن جارہ بوائقہ..، ۵: ۲۲۴۰، الرقم: ۵۶۷۰

(43) ابن ماجہ، السنن، کتاب الفتن، باب النھی عن النھبۃ، ۲: ۱۲۹۸، الرقم: ۳۹۳۴

(44) بنی اسرائیل، ۱۷: ۲۶

(45) طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۲۵۹، الرقم: ۷۵۱

(46) مصطفی سباعی، اسلام کا نظام امن و جنگ ص، ۲۸، مترجم مولانا عبدالحلیم فلاحی، نئ دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، ۲۰۱۶ء.

(47) النحل، ۱۶: ۹۰.

(48) ابن عبد البر، الاستذکار، ۲۷، ۱۰۷.

(49) عمری، مولانا سید جلال الدین، غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق، ص ۱۸۰-۱۸۲، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز نئی دہلی انڈیا، ۲۰۰۷ء.

(50) ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، ص ۷۹.

(51) ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳۔۷۴۸ھ/۱۲۷۴۔۱۳۴۸ء)۔ سیر أعلام النبلاء، ج۵، ص56۔بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء۔

(52) ابن کثیرؒ ،تفسیر القرآن العظیم ،ج۸،ص۱۹۹مطبوعہ بیر وت العلمیہ 1419 ھ

(53) ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی،م۲۷۳ھ،السنن، کتاب المناسک، باب حجۃ رسول اللہ

ﷺ،ج۲، ص1025، رقم: 3074، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

(54) ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان،م۳۵۴ھ،الصحیح، ج۱۱، ص۲۷۰، رقم: (4905)۔بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

(55) ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، ص ۱۱۹۔

(56) مودودی، سید ابو الاعلیٰ، اسلامی ریاست، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ۱۹۶۷، ص ۳۱۳، ۳۱۴۔

(57) المائدہ، ۵: ۳۔

(58) صحیح ابن حبان، ج۱۳، ص۲۱۴، رقم: 5894۔

(59) البقرہ، ۲: ۲۵۶

(60) ساجد الرحمن، صاحبزادہ، اسلامی معاشرہ کی تاسیس و تشکیل، ص: ۱۵۵۔۱۵۸، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۷.

(61) المائدہ، ۵: ۵۔

(62) أیضاً۔

(63) الحج، ۲۲: ۳۹۔

(64) بخاری، الصحیح، کتاب المناقب، باب صفۃ رسول اللہ ﷺ، ج۳، ص۱۳۰۶، رقم: (3367)۔

(65) طبری، ابو جعفر محمد بن جریر،م۳۱۰ھ،جامع البیان فی تفسیر القرآن، ج۲۸، ص۱۴۔بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔

(66) الانعام، ۶: ۵۴۔

(67) مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج نیشاپوری م۲۶۱ھ، الصحیح ، کتاب البر والصلۃ والآدب، باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا، ج۴، ص۲۰۰۶، رقم: (2599)، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

(68) الممتحنۃ، ۶۰: ۸

(69) الأنفال، ۸: ۶۱۔۶۲

(70) بیہقی، السنن الکبری، رقم: ۱۳۰۸۰